اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / ستراہواں اجلاس (بارھویں نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز جمعۃ المبارک مورخہ 24/اکتوبر 2025ء بمطابق یکم/جمادی اوّل ۱۴۴۷ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دُعائے مغفرت۔	04
3	وقفہ سوالات۔	04
4	توجہ دلاؤ نوٹس۔	04
5	رخصت کی درخواستیں۔	05
6	قرارداد نمبر **66**۔	05
7	قرارداد نمبر **67**۔	07

جلد **17** ☆☆☆ شمارہ **12**

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

سینئر رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب خالد احمد قمبرانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز جمعۃ المبارک مورخہ 24/اکتوبر 2025ء بمطابق یکم رجمادی اوّل ۱۴۴۷ھ۔

بوقت شام 3 بجکر 35 منٹ پر زیر صدارت کیپٹن (ر) جناب عبدالخالق خان اچکزئی، اسپیکر،

بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

یَسۡئَلُکَ النَّاسُ عَنِ السَّاعَةِ ط قُلۡ اِنَّمَا عِلۡمُهَا عِنۡدَ اللّٰهِ ط وَ مَا یُدۡرِیۡکَ لَعَلَّ السَّاعَةَ

تَکُوۡنُ قَرِیۡبًا ۝۶۳ اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الۡکٰفِرِیۡنَ وَاَعَدَّ لَهُمۡ سَعِیۡرًا ۝۶۴ خٰلِدِیۡنَ فِیۡهَاۤ اَبَدًاۚ

لَا یَجِدُوۡنَ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیۡرًا ۝۶۵ یَوۡمَ تُقَلَّبُ وُجُوۡهُهُمۡ فِی النَّارِ یَقُوۡلُوۡنَ

یٰلَیۡتَنَاۤ اَطَعۡنَا اللّٰهَ وَ اَطَعۡنَا الرَّسُوۡلَا ۝۶۶

﴿پارہ نمبر ۲۲ سورة .الاحزاب آیات نمبر ۶۳ تا ۶۶﴾

ترجمہ: لوگ تجھ سے قیامت کے بارے میں سوال کرتے ہیں۔ تُو کہہ دے کہ اُسکا علم تو اللہ ہی کو ہے۔ تجھے کیا خبر بہت ممکن ہے کہ قیامت بالکل ہی قریب ہو۔ اللہ تعالیٰ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور اُن کیلئے بھڑکتی ہوئی آگ تیار کر رکھی ہے۔ جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔ تو یہ حامی اور مددگار نہ پائیں گے اُس دن اُنکے چہرے آگ میں اُلٹ پلٹ کیئے جائیں گے۔ حسرت اور افسوس سے کہیں گے کہ کاش کہ ہم اللہ اور رسُول کی اطاعت کرتے۔ صَدَقَ اللّٰهُ الۡعَظِیۡمِ۔

☆☆☆

جناب اسپیکر: جَزَاکَ اللّٰہ۔جی علی مدد صاحب!

حاجی علی مدد جتک: جناب اسپیکر صاحب! ہمارے کو ڈی ایس پی کو دہشتگردوں نے شہید کیا ہے اِس کے لیے دُعائے مغفرت کی جائے۔

جناب اسپیکر: ڈی ایس پی کے لیے؟

حاجی علی مدد جتک: جی سر!

جناب اسپیکر: مولوی صاحب فاتحہ خوانی کریں۔

(دعائے مغفرت کی گئی)

جناب اسپیکر: وقفہ سوالات۔

اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ۔جناب ظفر علی آغا صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 119 دریافت فرمائیں۔ok۔۔ظفر علی آغا نے چھٹی کے لیے درخواست دی ہے لہذا اِن کے questions کو defer کیا جاتا ہے۔میر زابد علی ریکی صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 56 دریافت فرمائیں۔اُنھوں نے بھی چھٹی کے لیے درخواست دی ہے۔ اِن کے questions کو defer کیا جاتا ہے۔ میر زابد علی ریکی agian سوال نمبر 175 defer کیا جاتا ہے ۔نوابزادہ میر ظفر اللہ خان زہری صاحب! آپ اپنا سوال نمبر 271 دریافت فرمائیں۔میر صاحب بھی نہیں ہیں! سوال نمبر 271 , 272,,273,274 اور 275 یہ سارے نوابزاہ میر ظفر اللہ خان زہری صاحب کے ہیں جو کہ محنت اور افرادی قوت سے متعلق ہیں چونکہ وہ موجود نہیں ہیں ۔لہذا ان کے questions اگلے اجلاس کیلئے defer کیے جاتے ہیں۔وقفہ سوالات ختم۔

جناب اسپیکر: توجہ دلاؤ نوٹس۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ صاحب! آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ۔وزیر برائے محکمہ داخلہ کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی جانب مبذول کروائینگے کہ پولیس نے بلوچستان میں امن وامان کی بابت بے شمار قربانیاں دی ہیں ۔لیکن پولیس کی تنخواہیں دوسرے صوبوں کی نسبت بہت کم ہیں ۔جس کی وجہ سے پولیس ملازمین میں انتہائی مایوسی پائی جاتی ہے۔لہذا حکومت نے پولیس ملازمین کی تنخواہوں کو ملک کے دیگر صوبوں کے برابر لانے کی بابت کیا اقدامات اُٹھائے ہیں۔تفصیل فراہم کی جائیں؟

جناب اسپیکر: وزیر داخلہ صاحب! ذرہ آپ اپنی وضاحت فرمائیں۔جی Minister for Interior

میر شعیب احمد نوشیروانی (وزیر خزانہ): بسمِ اللہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم ۔شکریہ جناب اسپیکر! جیسے ہمارے دوست

مولانا ہدایت الرحمٰن نے فرمایا کہ پولیس کے اخراجات اور اُن کی تنخواہیں یا دیگر اُن کے جو معاملات ہیں اُن کے حوالے سے جو توجہ دلاؤ نوٹس raise کیا ہے۔ بالکل ہم اُنکے ساتھ اتفاق کرتے ہیں اِس پر اِنشاءاللہ تعالیٰ ہم کام کریں گے۔

جناب اسپیکر: ok۔**رخصت کی درخواستیں۔**

سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): میر صادق عمرانی صاحب، سردار فیصل خان جمالی صاحب، انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب، جناب بخت محمد کاکڑ صاحب، جناب عبدالمجید بادینی صاحب، جناب برکت علی رند صاحب، جناب اسفندیار خان کاکڑ صاحب، حاجی نور محمد دُمڑ صاحب، میر یونس عزیز زہری صاحب، میر زابد علی ریکی صاحب، جناب ظفر علی آغا صاحب، میر جہانزیب مینگل صاحب اور جناب اشوک کمار صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟

جناب اسپیکر: رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

جناب اسپیکر: **قرارداد نمبر 66۔**

ڈاکٹر نواز کبزئی صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 66 پیش کریں۔ After the agenda۔ جی ڈاکٹر نواز صاحب۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: ہرگاہ کہ مرغہ کبزئی جو بابڑ، شیرانی، خوستی اور کبزئی قبائل پر مشتمل ایک لاکھ دس ہزار آبادی پر مشتمل ایک پسماندہ ترین علاقہ ہے۔ جس کا area تقریباً 5000 مربع کلومیٹر پر محیط ہے۔ اس کی سرحدیں ضلع موسیٰ خیل، ضلع دُکی، ضلع لورالائی، ضلع قلعہ سیف اللہ اور ضلع شیرانی سے جا کر ملتی ہیں۔ جغرافیائی اہمیت کے باوجود یہ علاقہ طویل عرصے سے حکومتی توجہ سے محروم چلا آرہا ہے۔ علاقہ مرغہ کبزئی کے عوام زندگی کی تمام بنیادی سہولیات جن میں ہسپتالوں، تعلیمی اداروں اور مواصلاتی نظام کی کمی نے اِن کی زندگی کو نہایت ہی کٹھن بنا دیا ہے۔ لہٰذا مذکورہ بالا حقائق کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ مرغہ کبزئی کو سب ڈویژن کا درجہ دینے کے لیے عملی اقدامات اُٹھانے کو یقینی بنائے۔ تاکہ علاقے کے لوگوں کو تعلیم، صحت، مواصلات اور زندگی کی دیگر بنیادی سہولیات بروقت میسر آسکیں۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 66 پیش ہوئی کیا محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: جناب اسپیکر صاحب! یہ قرارداد ضلع ژوب کے دور دراز علاقوں میں ایک نئے انتظامی ڈھانچے سب ڈویژن کبزئی ٹاؤن تحصیل مرغہ کبزئی کے قیام کی باضابطہ منظوری کے لیے پیش کی جارہی ہے۔ جس کا صدر مقام

مرغہ کبزئی ہوگا۔ اِس کی ضرورت عوام کوانتظامی اور رووینو اِن کی دہلیز پر فراہم کرنے ،امن وامان کی صورتحال پر قابو پانے اور حکومتی writ کو مضبوط بنانے کے لیے ناگزیز ہے۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ علاقہ ژوب سے 90 کلومیٹر پر اور 90 کلومیٹر اور بھی آگے اِس کی سرحدیں ہیں اور 150 کلومیٹر کے فاصلے پر ہمارے کبزئی علاقے کی سرحد ژوب سے دور ہے۔ ہمیں ایک معمولی کام کے لیے ایک معمولی دستخط کے لیے ایک پٹواری۔۔۔

حاجی علی مدد جتک: جناب اسپیکر! ہمارے وزیرخزانہ کی کرسی بھی ٹوٹ کر گر پڑی ہے۔ٹوٹ گئی سر۔

جناب اسپیکر: گورنمنٹ اِس پر کام کر رہی ہے انشاءاللہ۔ بہت جلد بہت جلد اِنشاءاللہ۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر محمد نواز کبزئی: تو 150 کلومیٹر فاصلے سے ایک شناختی کارڈ بنانے کے لیے ہماری خواتین جب ژوب شہر جاتی ہیں تو دو، تین دن وہاں اُن کو ایک شناختی کارڈ بنانے کے لیے رہنا پڑتا ہے۔ سر! مَیں ایک واقعہ سُناتا ہوں کہ 2019ء میں، مَیں نے کوشش کی کہ مرغہ کبزئی کے لیے نادرا سینٹر منظور کروایا۔لیکن اِس پر stop یہ point ہوا بعد میں اُنھوں نے کہا کہ چونکہ ہماری پالیسی ہے کہ نادرا دفتر کھولنے کے لیے تحصیل شرط ہے۔ اُس کی وجہ سے یہ سینٹر کینسل ہوگیا اور ابھی تک ہم لوگ اِس سے محروم ہیں۔ جناب اسپیکر صاحب! یہ آبادی تین اقوام پر مشتمل ہے ایک لاکھ دس ہزار سے بھی زیادہ ہے اور far flung area ہے اور لوگ جس حالت میں زندگی گزار رہے ہیں وہ قابل رحم ہے۔ اسکول، ہسپتال بند ہیں جتنے بھی دوسرے ادارے ہیں تمام مفلوج ہو چکے ہیں۔ مَیں یہ کہتا ہوں کہ اِس کو No-Go area تقریباً آپ سمجھیں۔ یہاں کوئی ڈسٹرکٹ آفیسر نہیں آسکتا امن وامان کی حالت اِس حد تک مخدوش ہے کہ یہاں monitoring کرنا واقعی اُن کے لیے possible نہیں ہے۔ اِس لیے تمام ادارے بند پڑے ہوئے ہیں۔ جناب عالیٰ! قتل وغارت ہوتی ہے، قبائلی علاقہ ہے دشمنیاں ہوتی ہیں لیکن وہاں جو ہمارے انتظامی آفیسرز ہیں اُن کا آنا اُدھر بہت مشکل ہوتا ہے۔ بلکہ ایک واقعہ last اگست میں ہوا تھا قبائل کے درمیان جنگ ہوئی تھی۔ وہاں nomads آئے تھے فائرنگ ہوئی دو دن مَیں چیختا رہا۔لیکن وہاں انتظامی آفیسرز نہیں پہنچ سکے۔ جو کہ کسی کو گولی بھی لگی پھر قبائلی معاشرے کے تحت اُن لوگوں کی روک تھام کی گئی اور وہ لوگ چلے گئے۔ سر! جو یہاں اتنی حالت خراب ہو تو وہاں مَیں کہتا ہوں کہ ایک اسسٹنٹ کمشنر اور اُس کے ساتھ maximum کوئی بیس، پچیس ملازمین کا وہاں appoint کرنا یا اُن کو سب ڈویژن کا درجہ دینا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ وہاں گورنمنٹ زمین ہے اُس پر RHC ہے FC کا قلعہ ہے ہائی اسکول ہے۔ اور بہت زیادہ land، revenue کی گورنمنٹ کی وہاں پڑی ہوئی ہے۔ وہاں زمین کا کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔ مَیں خود بھی وہاں زمین دینے کے لیے تیار ہوں۔ جناب اسپیکر صاحب! ان چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مرغہ کبزئی کو سب ڈویژن، ٹاؤن قرار دیا جائے اور اُس کو تحصیل کا درجہ بھی دیا جائے تاکہ ہم بہتر زندگی گزار

سکیں اورایک اسسٹنٹ کمشنر کے بیٹھنے سے وہاں صورتحال کنٹرول ہوجائے گی۔لوگ اس ایریا سے نکل جائینگے۔اور وہاں امن ہوجائے گا۔میری سی ایم صاحب سے بھی request ہے التجا ہے اور پورے ایوان سے میری request ہے کہ اِس قرارداد کو support کریں اور اُس کو منظور کریں تا کہ اِس علاقے کا جو دیرینہ مسئلہ ہے وہ حل ہو جائے۔ even کہ ڈپٹی کمشنر جو بھی آتا ہے اُس نے بھی اِس کی recommendation دی ہے کہ اِس علاقے کو سب ڈویژن قرار دیا جائے۔مَیں ایک بار پھر پورے ایوان سے request کرتا ہوں کہ اِس کو سب ڈویژن کا درجہ دے دیں۔Thank you very much

جناب اسپیکر: Thank you very much۔آیا قرارداد نمبر 66 منظور کی جائے؟

جناب اسپیکر: قرارداد منظور ہوئی۔

جناب اسپیکر: مولانا ہدایت رحمٰن صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر **67** پیش کریں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ ہرگاہ کہ گوادر deep sea port کی وجہ سے چائنا کے ساتھ سی پیک کا تاریخی معاہدہ کیا گیا جس سے بلوچستان کے عوام نے توقع رکھی تھی کہ سی پیک معاہدہ بلوچستان کے لیے گیم چینجر ثابت ہوگا۔لیکن اربوں ڈالر کے خرچ ہونے کے باوجود بلوچستان کے عوام کو کوئی خاطر خواہ فوائد حاصل نہیں ہوئے۔جبکہ دوسری جانب سی پیک phase-II پر کام ہو رہا ہے۔اور اِس بابت چائنا کے دورے بھی ہو رہے ہیں لیکن تا حال phase-II کے ترقیاتی کاموں میں بلوچستان کا کوئی پراجیکٹ شامل نہیں ہے۔لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ وفاقی حکومت سے رجوع کرے کہ وہ سی پیک phase-II میں بلوچستان کے لیے بڑے پراجیکٹ شامل کروانے کے لیے عملی اقدامات اُٹھانے کو یقینی بنائے تا کہ صوبے کے عوام میں پائی جانے والی احساس محرومی کا خاتمہ ممکن بنایا جاسکے۔

جناب اسپیکر: قرارداد نمبر 67 پیش ہوئی۔کیا محرک اپنی قرارداد کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جی۔بسم اللہ، جزاک اللہ۔جو وفاقی حکومت کا یا اسلام آباد کی جو ذہنیت کا تو یہاں حکومت والے بھی معترض ہیں ہم بھی معترض ہیں۔سی پیک وہ پراجیکٹ ہے جو بلوچستان کے عوام کو اِتنا بڑا دھوکہ دیا گیا پاکستان کی تاریخ میں جتنے دھوکے سب سے بڑا دھوکہ میں اِس کو کہتا ہوں جو سی پیک میں بلوچستان کے عوام کو دھوکہ دیا گیا۔ جناب اسپیکر! phase-I کے جتنے پروجیکٹ ہیں آپ انکی فہرست بنائیں پاک چائنا اقتصادی راہداری کے بڑے بڑے پراجیکٹ جو شمار کر رہے ہیں کہ یہ چائنا کے فنڈز سے پاکستان میں بنے ہیں اُس میں بلوچستان کے بڑے پراجیکٹ phase-I کے؟ کون کون سے ہیں؟ ایک بتادیں کہ بھئی تمام جتنے پاکستان میں پاک چائنا اقتصادی راہداری

میں اِن میں سے ایک فلاں ہے۔ اچھا phase-II کی بات ہو رہی ہے ابھی phase-II میں آ رہا تھا کہ حیدرآباد کراچی موٹروے phase-II سی پیک میں بنے گی اور بلوچستان کے کونسے بڑے پراجیکٹ phase-II میں شامل ہیں؟ کوئی ایک بتائیں۔ اِتنی بڑی زیادتی ہمارے ساتھ بلوچستان کے عوام کے ساتھ اسلام آباد کی جتنی حکومتیں ہیں PTI کیساتھ رہی ہو یا باقی حکومتیں یا آج کی جو اتحادی ہو، سب credit لیتے ہیں کہ یہ جو چائنا کے ساتھ معاہدہ ہمارے دور میں ہوا ہے ہم نے چائنا کے ساتھ۔ سوال یہ ہے کہ اگر گوادر deep sea نہ ہوتا پاک چائنا اقتصادی راہداری کا معاہدہ ہوتا؟ گوادر تو بلوچستان کا حصہ ہے اگر یہ نہ ہوتا تو پاک چائنا کے ساتھ ہی معاہدہ کیسے ہوتا؟ تو موٹروے کا آغاز اِس لیے میں بار بار کہتا ہوں موٹروے کہاں شروع ہونی چاہیے تھی؟ گوادر سے شروع ہونی چاہیے تھی پھر سیدھا جاتی اورنج ٹرین کوئٹہ میں بنی چاہیے تھی گوادر میں بننا پہلے جو پاک چائنا اقتصادی راہداری کی بنیاد ہے گوادر، بلوچستان وہاں نہ اورنج ٹرین نہ موٹروے۔ میرا سوال ہے جناب اسپیکر! سی پیک phase-I میں کتنے ہزار کلومیٹر موٹروے۔ مَیں نے احسن اقبال صاحب سے پوچھا اسلام آباد میں کہ phase-I میں کتنے کلومیٹر سی پیک میں آپ نے بنائی ہے؟ اُس نے 1500 یا 2000 کلومیٹر بتایا کہ لاہور سے فلاں تک اسلام آباد سے فلاں تک سوات سے فلاں تک ملتان سے سکھر تک۔ فلاں سے فلاں تک کسی ضلع میں دو موٹروے ہیں ایک ضلع کے اندر دو دو جگہ موٹروے بننے جا رہی ہیں۔ پھر میں کھڑا ہوا میں نے کہا حسن اقبال صاحب بلوچستان میں کتنے کلومیٹر موٹروے بنی ہے؟ کہ ایک مجھے بتائیں کتنے کلومیٹر بلوچستان ژوب سے لے کر گوادر تک؟ کوئی ایک بتائیں ایک اگر دو ہزار کلومیٹر موٹروے سی پیک میں بنی ہے تو ایک کلومیٹر بلوچستان میں نہیں ہے۔ یہ ظلم نہیں ہے بلوچستان کے ساتھ؟ جو کہ گوادر بنیاد ہے بلوچستان اُس میں ایک اُس کے لیے بھی شہباز شریف نے فرمایا جناب اسپیکر! ابھی جو ماشاءاللہ بنا ہے کہ پیٹرول کی بچت سے ہم بھی بہت خوش ہیں ظاہر ہے ہم اِتنے بڑے دل کے لوگ ہیں اللہ تعالیٰ نے سمندر کی طرح ہمارا دِل رکھا ہے بلوچستان کا وسیع رقبہ ہے ہمارا دل بھی بڑا ہے ہم لوگوں کو بچت کے پیسے دیتے بھی ہم قبول کر لیتے ہیں شاباش بھی دیتے ہیں تالیاں بھی بجاتے ہیں مٹھائیاں بھی تقسیم کرتے ہیں کہ اسلام آباد کے ماشاء اللہ اِتنے سخی ہیں کہ ہمیں پٹرول کی اپنی بچت سے بھی پیسہ رہے ہیں شکریہ شہباز شریف صاحب کا اللہ اُن کو مزید زندگی دے۔ مزید بچتوں کے پیسوں سے ہمارے لئے روڈ بنائیں۔ تو یہ بھی کہا وزیراعظم شہباز شریف صاحب نے اللہ تعالیٰ اُن کو زندگی دے ظاہر ہے پھر کہیں گے کہ آپ نے توہین کی، یہ لفظ توہین کا تو نہیں ہے، انہوں نے کہا کہ یہ موٹروے طرز کا ہوگا، پٹرول کی بچت سے ہوگا لیکن موٹروے طرز پر۔ یہ موٹروے طرز کون سا ہے؟ کہ موٹروے طرز سے۔ بلوچستان میں جتنی دہشت گردی دھماکوں میں اِتنے لوگ فوت نہیں ہوتے جتنے حادثات میں ہوتے ہیں جناب اسپیکر! figure نکالیں آپ۔ اِتنے دہشت گردی دھماکوں میں لوگ نہیں مرتے

ہیں آپ روزانہ فیس بک پر آپ دیکھیں رپورٹ دیکھیں؟ روزانہ اِتنے دھماکوں میں۔ٹارگٹ کلنگ میں خودکش میں لوگ نہیں مرتے جتنے لوگ حادثات میں مرتے ہیں۔ یہ ظلم نہیں ہے؟ ہمارے صوبے کے ساتھ بلوچستان کے عوام کے ساتھ یہ زیادتی نہیں ہے جو اسلام آباد کے حکمران ہماری یہ جو اتحادی حکومت ہے یہ کر رہی ہے؟ تو phase-II میں میرا سوال یہ ہے کہ حکومت صوبائی حکومت لڑے۔ سیاسی جنگ لڑے بات کرے کوئی کمیٹی بنائی جیسے پچھلی دفعہ شروع شروع میں وزیراعلیٰ محترم! نے کہا تھا کہ سی پیک پر پارلیمان کی پوری کمیٹی بنے گی۔ہم جا کے مرکز میں بات کریں گے وفاقی حکومت سے بات کریں گے اپنا مقدمہ رکھیں گے بھئی یہ ظلم ہے بلوچستان کے ساتھ بلوچستان کے عوام کے ساتھ مجھے حسن اقبال صاحب نے کیا جواب دیا جناب اسپیکر! انہوں کہا بلوچستان میں گاڑیاں نہیں ہیں پھر میں کھڑا ہوا تیسری دفعہ مَیں نے کہا جی بالکل صحیح بات کر رہے ہیں بلوچستان کے لوگ آج بھی گدھا گاڑی میں لوگ سفر کرتے ہیں۔

جناب اسپیکر: وہ گاڑیاں بھی تو آ گئی ہیں بلٹ پروف گاڑیاں آ گئی ہیں ہمارے پاس۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: وہ بھی تو اِسی شاہراہ پر نہیں ہوں گی آپ کے پاس ہی ہوں گی۔تو حسن اقبال صاحب نے مجھے بتایا کہ بلوچستان میں گاڑیاں نہیں ہیں میں نے کہا خضدار میں آپ اپنی کمیٹی بٹھائیں آپ کو پتہ چلے گا۔چمن سے حب تک جتنی گاڑیاں جاتی ہیں یا یہاں کوئٹہ سے لے کر ڈیرہ اسماعیل خان تک اسلام آباد تک کتنی گاڑیاں جاتی ہیں۔اگر آپ کا جو figure ہے NHA کا اگر اُس میں کم بھی ہیں لیکن اگر گوادر نہ ہوتا، گوادر میں تو نہیں ہے گوادر بڑا شہر نہیں ہے کراچی، اسلام آباد نہیں ہے تو گوادر deep sea ہے اس میں آبادی اہم نہیں ہے۔گوادر کا deep sea اہم ہے اُس deep sea کی وجہ سے ایک ارب آبادی والا ملک آپ سے معاہدہ کر رہا ہے گوادر بلوچستان کی آبادی کی وجہ سے نہیں کر رہا گاڑیوں کی وجہ سے نہیں کر رہا۔اُس اقتصادی، معاشی، جغرافیائی اہمیت کی وجہ سے۔آیا ہمارے علاقے کی جو جغرافیائی اہمیت ہے اُس میں موٹروے میرا حق نہیں ہے؟ گوادر سے اگر اسلام آباد موٹروے بنتی اسلام آباد کے حکمرانوں کو کیا ہوتا ہے مجھے پتہ ہے کیا ہوتا؟ کیا تکلیف تھی؟ سی پیک کے ماتھے کا جو جھومر آ رہا ہے۔سی پیک کے ماتھے کا جھومر لاہور ہے؟ اگر لاہور نکال بھی دیں کیا سی پیک کے ماتھے کا جھومر پشاور ہے؟ سی پیک کے ماتھے کا جھومر ملتان ہے؟ سی پیک کے ماتھے کا جھومر حیدرآباد ہے؟ سی پیک کے ماتھے کا جھومر یا آپ کا KPK ہو وہ ہمارے بھائی ہیں موٹروے دے دیں دو دے دیں تین دے دیں چار دے دیں ہمارے صوبے کا ایک کلومیٹر موٹروے حق نہیں ہے؟ اتنا بڑا سی پیک اربوں ڈالر کا پراجیکٹ اُس میں اِتنی زیادتی ہمارے ساتھ ہوئی اتنی زیادتی ہمارے ساتھ ہوئی پاکستان کی تاریخ میں اِتنا ظلم ہوا بلوچستان کے لوگوں کے ساتھ۔

جناب اسپیکر: ok thank you

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: تو میرا یہ کہ ہمیں سی پیک میں صرف ایک چیز ملی۔

جناب اسپیکر: آپ کی سفارشات گورنمنٹ سُن رہی ہے اور انشاء اللہ اُس کی۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: حکومت سُن رہی ہے تو میری صوبائی حکومت سے آپ کی حکومت ہے مرکز میں۔

جناب اسپیکر: جی۔coalition Government ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن: coalition Government ہے لیکن آپ کی حکومت ہے وزیر اعظم صاحب ہیں وفاق ہے اور زرداری صاحب صدر پاکستان ہیں پی پی اور (ن) لیگ دونوں کی حکومت ہے۔تو دونوں مل کر کے ہم غریبوں کو ساتھ ہم تو ظاہر ہے وہاں بات نہیں کر سکتے آپ زیادہ بات کر سکتے ہیں روزانہ آپ لوگوں کا رابطہ ہے شہباز شریف صاحب سے سب سے روزانہ رابطہ ہے آپ لوگوں کا۔اُن سے کہیں کہ خدارا اس پٹرول ک بچت والا پیسہ ہمیں نہیں چاہیے ہم غیرت مند بلوچ، پشتون قبائل کے لوگ ہیں یہ خیرات ہمیں نہیں دیں۔جو سی پیک میں ہمارا حصہ بنتا ہے وہ ہمیں دے دیں۔آپ کو پتہ ہے اورنج ٹرین میں جناب اسپیکر! سی پیک میں کتنا پیسہ لگا ہے۔

جناب اسپیکر: بات آپ کی درست ہے موثر نمائندگی کی ضرورت ہے۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: جو پیسہ اورنج ٹرین لاہور پر لگا ہے پورے بلوچستان کے سالانہ بجٹ سے زیادہ ہے۔ سی پیک میں جو اورنج ٹرین لاہور میں بنی ہے بلوچستان کا پورا سال جو 7 ہزار پروجیکٹس کے پیسوں سے لاہور کی اورنج ٹرین کے پیسے زیادہ ہیں۔آپ ریکارڈ نکالیں۔

جناب اسپیکر: ہم تو اپنے روڈ نہیں بنا سکتے مولانا صاحب! لوگ چھوڑتے نہیں ہیں مزدوروں کو مارتے ہیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: وہ چھوڑتے ہیں ہم بہانہ کرتے ہیں ورنہ ریاست کرنے پر آئے بہت کچھ کرتی ہے ریاست بہت بڑی چیز ہوتی ہے۔ریاست کرنے پر آئے روڈ بھی بنائے گی، موٹروے بھی بنے گی ڈیم بھی بنائے گی۔اگر نیت نہ ہو تو ایک مچھر سے بھی کہ مچھر ہمیں کاٹ رہا ہے۔جب نیت صاف ہو تو بہت کچھ ہوتا ہے۔میری آخری یہ گزارش ہے حکومت سے آپ سے کہ وفاقی حکومت سے گزارش کریں کہ سی پیک میں ہمیں نظرانداز نہ کرے۔

جناب اسپیکر: جی. Thank you very much. آپ اس پر بات کریں گے جی please فرمائیں اسد بلوچ صاحب!

میر اسد اللہ بلوچ: thank you جناب اسپیکر صاحب! یہ ایک حقیقت ہے کہ جب ترقیاتی عمل رک جاتا ہے۔تو بہت سے سوالات اُٹھتے ہیں۔سی پیک نہ صرف پاکستان بلکہ international لیول پر discuss کیا جا رہا ہے۔ بڑی سپر طاقتیں جب آپس میں بیٹھ کے چائنا، امریکا، ریشیا یہ وہاں ٹیبل پر رکھ کے اس کو discuss کیا جاتا ہے۔اس

کی بین الاقوامی اہمیت ہے۔ جب شروع میں سی پیک launch کیا گیا تھا تو بلوچستان کے عوام کی ایک بہت بڑی اُمید تھی کہ اس سے سماج میں بڑی تبدیلی آئے گی۔لوگوں کی زندگیوں میں،ایجوکیشن میں اور ایگریکلچر میں بڑی تبدیلیاں ہوں گی۔ یہاں لوگوں کو بجلی فراہم کی جائے گی۔ یہ شروع میں 56 billion dollar کا پروجیکٹ تھا اور first phase میں 26 billion dollar خرچ ہوئے۔مولانا ہدایت اللہ صاحب کی جو قرارداد ہے میں اپنی پارٹی اور بلوچستان نیشنل پارٹی عوامی کی جانب سے سپورٹ کرتا ہوں اس لیے کہ یہ مکمل بلوچستان کے آئینے کے طور پر لوگ اس کو دیکھ رہے ہیں۔اگر first phase میں جیسا کہ یہاں اِن کیمرہ سیشن ہوتا ہے۔تو first phase کے حوالے سے یہاں اگر کوئی پروگرام رکھیں۔ وہ بلوچستان کے پورے عوام کو یہ بتایا جائے کہ یہاں 26 billion بلوچستان میں خرچ ہوئے یہاں ریلوے ٹریک بنائی گئی۔16 ہزار میگاواٹ بجلی جو اُس میں شامل تھی وہ بجلی یہاں بھی آ گئی۔اور انڈسٹری زون بھی لگ گئی اور ہزاروں لاکھوں لوگوں کے لیے اس انڈسٹری زون میں روزگار کے مواقع پیدا ہورہے ہیں۔لیکن یہ بالکل زیرو پر آ گیا۔آج بلوچستان کے عوام جناب اسپیکر صاحب! یہاں کے دانشور، یہاں کی علماء، یہاں کے لکھے پڑے لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ بلوچستان کو نوآبادیاتی کے طرز پر کیوں ڈیل کیا جارہا ہے اس کا جو بنیادی fundamental rights ہیں جو آئین میں لکھا ہوا ہے جو آپ کے معاہدے پر دستخط ہوئے ہیں اُس کے بنیاد پر کم ازکم یہ حقوق تو دینے چاہئیں۔لیکن اُنہوں نے دینے سے انکار کیا ہے مطلب یہ تھا اگر سی پیک پر عمل ہوتا ہم امن وامان پر یہاں discussion کرتے ہیں۔معزز حضرات نے یہاں کہا کہ آنے والے وقت میں یہاں اِن کیمرہ بریفنگ ہوگی۔

جناب اسپیکر: یہ میری تمام ممبر حضرات سے گزارش ہے کہ kindly آپ سی ایم صاحب کو busy نہ کریں۔ ایک چیز آرہی ہے وہ اُس کو سننے دیں تاکہ وہ اُس پر کوئی اُس کے لیے جواب دیں سکیں۔ جی!

میر اسد اللہ بلوچ: اگر یہ پیسے یہاں خرچ ہوتے اِن کے 10% بھی یہاں خرچ ہوتے تو میں یہی سمجھتا ہوں کہ امن وامان کا جو رشتہ ہے جو کڑی ہے وہ ڈویلپمنٹ اور معاش سے وابسطہ ہے۔اگر یہاں ایک تبدیلی ہوتی تو کسی کو یہ موقع نہیں ملتا۔ بلوچستان کا یہ جو چہرہ ہے جو مایوسیاں ہیں یہ تبدیل ہوسکتی ہیں اور تبدیلی کے لیے یہاں آسمان سے یا کوئی یورپ سے نہیں آسکتا۔اس اسمبلی کے لوگ جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اِن کی جامع پالیسی اور مرکز کے ساتھ بیٹھ کے ایک ایسا معاہدہ جو ہوا ہے اس پر من وعن عمل کیا جائے۔ یہ شروع سے لے کر آج تک جو بلوچستان کے بہت سے پروجیکٹ ہوئے ہیں ناکام اس لیے ہوئے ہیں کہ اِن پر interest مرکز کا کچھ اور تھا اور یہاں کے لوگ جو نمائندہ ہم آتے ہیں مرکز جو بھی فیصلے کرتا ہے ہم اُس کی ہاں میں ہاں ملا کے یہ نہیں ہونا چاہیے۔ہمیں اسلامک ideology کے طور پر اگر

دیکھا جائے۔تو ہم سے پوچھا جائے گا کہ اس میں جو آپ لوگ گئے تھے جو لوگوں کے ووٹوں کی امانت تھی جو مینڈیٹ تھا آپ نے کیا کیا؟ پوچھا جائے گا۔اور دوسرا اس سماج میں جو روایت ہے ہم سے بھی لوگ پوچھیں گے کہ آپ گئے وہاں آپ نے اس پانچ سال کے دوران آپ نے ہمارے علاقے کے لیے کیا لے کر آئے۔تو یہ سوالات ہیں۔ابھی دوسرا فیز شروع ہوا ہے اگر دوسرا فیز چھ مہینے کے بعد سال کے بعد پانچ سال کے بعد ختم ہوا تو گوادر کا وہی سمندر، گوادر کی وہی پورٹ اور جناب اسپیکر صاحب! آپ کو پتہ ہے کہ چائنا نے جو پیسے دیئے تھے صرف بینک سے نکالنے کے لیے نہیں دیئے تھے وہاں کے جو سرمایہ دار تھے اُنہوں نے یہاں invest کیا وہاں کی گورنمنٹ سے یہاں loan لیے گئے اور چائنا نے اِن کے عوض گوادر پورٹ مع چالیس کلومیٹر کے redious میں ضمانت کے طور پر لیا ہے کہ اگر کہیں پاکستان گورنمنٹ نے یہ پیسے ہمارے adjust نہیں کیے تو میں بین الاقوامی ثالثی عدالت میں جا سکتا ہوں اور اس پورٹ کو اپنی تحویل میں لے سکتا ہوں۔تو یہاں بلوچستان کے عوام کا کیا قصور ہے۔آج اگر گوادر کی دو، تین لاکھ کی آبادی میں 5% وہاں نوکری نہیں ہے۔تو وہ بیچارے کہاں جائیں۔اپنی آواز کہاں تک لے جائیں۔اسی لیے یہاں پیپلز پارٹی کی گورنمنٹ مسلم لیگ (ن) اِدھر صوبے سے اِن کی وابستگیاں ہیں اِن کے دلوں میں اگر بلوچستان کے لیے درد ہے۔تو یہ وفاق میں جا کے بیٹھے جامع انداز میں یہ باتیں وہاں رکھیں تو اس اُمید کے ساتھ کہ یہ سیکنڈ فیز جو ہو گا۔بلوچستان کے عوام کو ایک بہتر طریقے سے خوشحالی مل جائے گی روزگار کے حوالے سے، ایجوکیشن کے حوالے سے، جو لوگ ہمارے ایجوکیشن حاصل کر رہے ہیں اگر ایک لاکھ بلوچستان کے لوگوں کے اس سی پیک کے فیصلے سے جو یہ اِنہوں نے بنایا ہے جس طریقے سے ڈیزائن کیا ہے اگر وہاں مختلف شعبے میں لوگوں کو علم حاصل کرنے کے لیے پورے ترقیاتی یافتہ دُنیا میں بھیجیں۔ڈگری لے کر یہاں آئیں گے تو ایک بہت بڑی تبدیلی آئے گی۔اس لیے ضرورت ہے کہ احساس محرومی کو ختم کرنے کے لیے ضروری ہے کہ انصاف کے تقاضے پورے کیے جائیں۔اور یہ colonial system ہے اس کو ختم کیا جائے۔thank you جناب اسپیکر۔

جناب اسپیکر: Thank you very much. کوئی اور ممبر سی پیک کے حوالے سے بولنا چاہیں گے آیا قرارداد نمبر 67 منظور کی جائے۔

جناب اسپیکر: قرارداد منظور ہوئی۔اُم کلثوم صاحبہ!

محترمہ اُم کلثوم نیاز بلوچ: شکریہ جناب اسپیکر! آپ کی اور قائد ایوان کی توجہ چاہتی ہوں۔کہ بلوچستان اسمبلی کے جو اراکین ہیں اُن کی تعداد صرف 65 ہے اور ایک تو یہ ہے کہ اُن کو allowances اور مراعات وہ بھی بہت limited ملتی ہیں اور اُن کی تنخواہیں بھی انتہائی کم ہیں اور اُن کا ایک بڑا حصہ ہے وہ ٹیکسز میں چلا جاتا ہے۔تو میں گزارش کرتی

ہوں۔ کہ بلوچستان اسمبلی کے اراکین کی تنخواہوں میں اضافہ کیا جائے۔ چونکہ فیڈرل نے اور جو باقی provinces ہیں اُنہوں نے وہ initiative لے لیا ہے۔ تو مَیں آپ کے اور اِس ایوان کے توسط سے قائد ایوان سے گزارش کرنا چاہتی ہوں کہ ہماری جو تنخواہیں ہیں اُن میں اضافہ کیا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: اچھا مَیں آپ کی اطلاع کے لیے تھوڑی سی information share کر دیتا ہوں۔ اِس میں ہے سینیٹ آف پاکستان کی اس وقت جو تنخواہ ہیں وہ 7 لاکھ پانچ ہزار روپے اُس کے بعد نیشنل اسمبلی ممبرز کی تنخواہیں لاکھ 32 ہزار، پنجاب صوبائی اسمبلی کی تنخواہ 5 لاکھ روپے ہیں صوبائی اسمبلی خیبر پختونخوا کی تنخواہ ایک لاکھ 69 ہزار ہے سندھ صوبائی اسمبلی کی تنخواہ that is چار لاکھ 29 ہزار روپے۔ اور بلوچستان صوبائی اسمبلی کی تنخواہ ہے 4 لاکھ 40 ہزار روپے۔ تو چار لاکھ 40 ہزار کو مدنظر رکھتے ہوئے صرف provincial assemblys میں پنجاب کی ہم سے تھوڑی سی زیادہ ہے باقی سب سے ہماری تنخواہیں زیادہ ہیں۔ صرف نیشنل اسمبلی اور سینیٹ کو چھوڑ کے اُن کی تھوڑی سی سات سات لاکھ کے قریب ہے۔ anyway یہ ساری صرف information تھی۔ اگر اِس میں کوئی۔ جی میڈم۔

محترمہ شاہدہ روف: جناب اسپیکر! مَیں اِس سے related بات نہیں کر رہی۔ اگر آپ اِس کو wind up کر لیں۔ تو اُس کے بعد میں اپنا issue discuss کرتی ہوں۔ مَیں اس سے related بات نہیں کر رہی۔

جناب اسپیکر: اِس سے related نہیں ہے؟

محترمہ شاہدہ روف: نہیں ہے۔

جناب اسپیکر : ok سردار صاحب، آپ کچھ کہنا چاہیں گے؟

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر برائے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): جی میں اسی پر بات کروں گا۔ یہ کل ہم قومی اسمبلی میں نیشنل ورکشاپ بلوچستان گئے ہوئے تھے۔ اِس پر مشتاق صاحب جو سیکرٹری نیشنل اسمبلی ہے۔ اُس نے بڑا سیر حاصل وہاں یہ question اُٹھا تھا۔ دو چیزیں اُٹھی تھیں۔ جی ایک تو یہ perception ہے کہ اسمبلی کے cafeteria میں ایک روپے کی دال اور 10 روپے کی روٹی 10 روپے کی دال اور ایک روپے کی روٹی۔ اُس نے کہا ہمارے پاس تین cafeterias ہیں۔ ایک جو ایم این اے اور سینیٹرز کے لیے ہے۔ اُس کا menu بھی ہمیں اُس نے شیئر کر دیا۔ وہ ایک اچھے top one hotel میں جہاں آپ کھانا کھاتے ہیں۔ اُس کا menu اور اُس کی prices اُس سے زیادہ تھیں کم نہیں تھیں۔ دوسرا misperception یہ تھی۔ کہ جی یہ جو منتخب نمائندے ہیں اُن کی تنخواہیں تو اُنہوں نے کہا کہ وہ باضابطہ ابھی مَیں نے منگوایا ہے وہ نوٹیفکیشن وغیرہ بھی آ جائیں گے۔ 2015ء میں یہ چیز fix ہوگئی، اُس کے بعد اِس کا باضابطہ نوٹیفکیشن ہے۔ کہ جیسے ایک سرکاری ملازم کی تنخواہ ہر بجٹ میں increase کی جاتی ہے۔ اِسی طریقے

سے ممبر پارلیمنٹ کی 10% کے حساب سے ہر سال بڑھنی چاہیے تھی جو کہ 25-2024ء تک نہیں بڑھائی گئی۔ اب جا کے قومی اسمبلی نے بڑھائی۔تو اُنہوں نے کہا کہ اِس چیز کی آپ لوگ calculation کر لیں۔ کہ جو 2015ء میں تنخواہ تھی اُس پر increase 10% پھر 10% اُس کے کر کے 10 سالوں کا آپ calculate کر لیں۔ آج بھی جتنا بنتا ہے اُس سے کم پارلیمنٹ کے ممبر کو تنخواہ دی جا رہی ہے۔ اور پھر اُن کا ایک حلقہ ہے۔ اُنکا ایک دفتر ہے۔ آج اگر 4 لاکھ 35 ہزار، یا 36 ہزار، 33 ہزار جو ہمیں مل رہی ہے۔ آپ اُس کو divide کریں۔ آپ روزانہ اگر 12-10 ہزار روپیہ بھی ڈیلی لیں۔ جو ایک مثال ہے۔ میرا حلقہ چھوٹا ہے، تو آپ کا تو بہت بڑا حلقہ ہے۔ میرا تو 500 کلومیٹر دور سے یا سی ایم صاحب کا 600 کلومیٹر دور سے لوگ آتے ہیں آپ کے حلقے سے آواز لگائیں یہ آپ کے حلقے کو پہنچے گی اور لوگ آپ کے گھر پر پہنچے ہوئے ہیں۔ آپ نے اُن کا میڈیکل بھی کرانا ہے، entertain بھی کرانا ہے، اُن کی خدمت بھی کرنی ہے، چائے روٹی بھی دینی ہے۔ تو 12 ہزار کو آپ ڈیلی پر تقسیم کر دیں۔ جیسے ہماری ایک ممبر پارلیمنٹرین محترمہ کہہ رہی ہے۔ ہاں ایک perception بنا دیا گیا ہے کہ جی اچھا ایک اور چیز اُس نے واضح کی کہتے ہیں کہ جی یہ لائٹیں جو قومی اسمبلی کی جل رہی ہیں اس سے قومی خزانے کا نقصان ہے۔ اُنہوں نے کہا یہ بھی مَیں آپ کو وضاحت سے کہہ رہا ہوں۔ کہ حکومتِ چین نے ہمیں سولر لگا کے دیئے ہیں۔ قومی اسمبلی کے 1300 ملازم ہیں۔ اُن کا پورا خاندان وہاں سے مستفید ہوتا ہے۔ اور انہوں نے کہا کہ جمعہ کا half day ہے۔ ہفتہ اتوار ڈھائی سے تین دن ہم اللہ کے نام پر نیشنل گرِڈ سٹیشن کو مفت یہاں سے بجلی دے رہے ہیں۔ اور باقی ہم اپنے سولر سے consume کر رہے ہیں۔ ایک روپے کی بھی ہم نے نیشنل exchequer کو ایک روپے کا بھی اُس کو نقصان نہیں دیا۔ تو گزارش یہ ہے کہ یہ جو perception آپ اِس وقت normal سی تنخواہ کر لیں۔ اور پھر ایک ممبر کو دیکھ لیں۔ یہ اُنہوں نے کہا کہ calculation کر رہا ہے 15 سے 25 تک کتنی بڑھنی چاہیے تھی اور کتنی بڑھ چکی ہے۔ تو یہ میں وضاحت کرنا چاہتا تھا۔

جناب اسپیکر: تو یہ کوئی option تھا اُنہوں نے یا آپ کی کوئی رولنگ اِس طرح کی ہے۔

وزیر برائے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: written میں ہے؟

جناب اسپیکر: written میں ہے۔

وزیر برائے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: تو آپ کا good office اگر اُن کے سیکرٹری قومی اسمبلی سے رجوع کر لیں۔ اور اُس سے detail منگوا لیں۔ اُنہوں نے کہا میرے پاس document ہے۔ کہ 2015ء سے 2025ء تک 10 سال ہوئے ہیں۔

جناب اسپیکر: یہ leader of the house کے ساتھ شیئر کریں گے۔ انشاءاللہ جو بھی possibility ہوگی وہ پھر تقریباً اُن کی description پر آئیں۔ جی میڈم۔

محترمہ شاہدہ روف: سر! بہت شکریہ آج کی خبر ہے کہ ضلع خضدار میں نامعلوم مسلحہ افراد نے تعمیراتی کمپنی پر attack کیا ہے وہاں گاڑیاں نذرآتش کی ہیں۔ اور 18 مزدوروں کو اغوا کیا ہے۔

جناب اسپیکر: اناللہ وانا الیہ راجعون۔۔

محترمہ شاہدہ روف: یعنی ایک ہفتہ میں اگر ہم دیکھیں۔

جناب اسپیکر: یہ کب کی بات ہے میڈم؟

محترمہ شاہدہ روف: سر! آج کی، ایک ہفتہ میں ہمارے صوبے میں 27 مزدوروں اغوا کر لیے گئے ہیں۔ سی ایم صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں اگر آپ کہیں سر! میں ہاتھ جوڑ کے آپ کو یہ احساس دلاتی ہوں کہ یہ وہ مزدور ہیں، اور مجھ سے زیادہ آپ کو اس کا احساس ہوگا کہ جو ہمارے صوبے سے تعلق بھی نہیں رکھتے ہیں۔ majority اِن کی سندھ سے ہے۔ اِن کا قصور کیا ہے؟ کہ وہ روزی روٹی کمانے کے لیے ہمارے صوبے میں آئے ہیں۔ اور صوبہ بھی وہ جس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آفت نازل ہوئی ہے۔ یا ہمارے اپنے کرم پر ایسے ہیں کہ جس کی وجہ سے ہم اِس کو بھگت رہے ہیں۔ سر! آپ یہاں بہت اچھی پوسٹ پر بیٹھے ہوئے ہیں۔ kindly اس کا کچھ کریں۔ at least مَیں گورنمنٹ سے اِس end پر جا کر اتنی سی request ضرور کروں گی۔ کہ اِس چیز کو اُن کی باحفاظت بازیابی کو یقینی بنایا جائے۔ وہ لوگ بیچارے اپنے پیچھے کنبے چھوڑ کے آئے ہوئے ہیں۔ جو پورے پورے خاندان چلا رہے ہوتے ہیں۔ اُن کو اِس طرح سے اغوا کرلیا جائے۔ اور پھر کچھ دنوں بعد خبر آتی ہے کہ اُن کی لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔ تو kindly گورنمنٹ اِس پر دیکھیے سر! آپ کے لئے ایک تھوڑی سی suggestion ہے last session میں بھی ہم یہاں law and order کو discuss کر رہے تھے۔ تو سی ایم صاحب نے اِس پر agree کیا تھا۔ کہ in camera session ہوگا۔ میری suggestion آپ سے یہ ہے۔ کہ ہمارے جتنے بھی ڈیپارٹمنٹس ہیں۔ جس طرح آپ ہر سیشن میں ہر ڈیپارٹمنٹ کو question answer کے لیے رکھتے ہیں۔ اُسی طرح اُس کو specifically پورا ایک دن دیا جائے چاہے وہ ہیلتھ ہے، ایجوکیشن ہے، لاء اینڈ آرڈر ہے۔ یہاں 65 ممبرز کا ہاؤس ہے۔ ہوسکتا ہے کسی کے پاس اچھی suggestion ہو وہ کمیٹی ایک بڑی Limited سی چیز ہے تو میری suggestion یہ ہے کہ جو coming session ہے اُس میں جس طرح کو question answer کے لیے آپ نے days رکھے ہوئے ہیں۔ اُسی طرح ہیلتھ کو، ایجوکیشن کو، اور لا اینڈ آرڈر کو جو ہمارے چیدہ چیدہ بڑے بڑے مسائل ہیں۔ اُن کے

لیے ایک دن مختص کیا جائے۔ تا کہ اِس پر بحث کی جائے ڈیپارٹمنٹ ہمیں بریف کرے۔ جن لوگوں کے پاس اچھی suggestion ہے ۔اُس کو اُس کا حصہ بنایا جائے۔تا کہ ہم اپنے صوبے کے لیے کچھ تو contribute کرسکیں۔ بہت شکریہ،سر!

جناب اسپیکر: thank you very much وہ ان کیمرہ سیشن وہ تو ابھی بھی intact ہے۔سی ایم صاحب نے جمعرات والے دن کے لئے تجویز دی تھی۔لیکن آنریبل ممبرز کے غیر حاضری کی وجہ سے بہت سارے ممبرز میرے پاس چیمبر میں آئے تھے۔ اُنہوں نے request کی تھی۔ کہ اگر اِس کو آنے والے سیشن میں رکھیں۔تو پھر ہم سب لوگ available ہوں گے۔ اِسی وجہ سے اسکو تھوڑا سا آگے کیا ہے۔ وہ انشاءاللہ ان کیمرہ سیشن لا اینڈ آرڈر کے حوالے سے ہوگا۔ جی سردار صاحب! جی آپ کی suggestion آئی ہے اُس کو دیکھیں گے انشاءاللہ کیا طریقہ کار ہوسکتا ہے۔جی!

وزیر برائے پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: بہت بہت شکریہ۔شاہدہ نے ابھی ایک مسئلے کی طرف توجہ دلائی ہے۔حکومت سی ایم کی اور treasury benches کی۔ کہ بلوچستان میں کوئی بتا رہا ہے 18 اور 27۔مَیں یہاں آج صبح پہنچا ہوں۔گزارش یہ ہے اب میں پچھلے دنوں، آپ کو اور اِس ایوان کو onboard لیتا ہوں۔ مجھے پیغام آیا کہ جی آپ کو کیا تکلیف ہے۔ہم نے آپ کو کیا تکلیف دی ہے کہ آپ ہمارے خلاف ہیں یہ so called جو بھی ہیں۔ میں نے اُن کو جواب یہ دیا۔ کہ اگر آپ آزادی حاصل کرنا چاہتے ہیں۔تو اُس کا بہت آسان طریقہ ہے۔ اِس صوبے کو آگے بڑھنے دو۔ اِسکو ترقی کے منازل طے کرنے دو ہماری حکومت ہے۔میر سرفراز بیٹھے ہوئے ہیں ہم اُن کا حصہ ہیں مسلم لیگ (ن) ان کا حصہ ہے باقی دوست بھی اِن کا حصہ ہیں۔ہمیں آگے بڑھنے دیں ترقی کرنے دیں ترقی ہوگی تو روزگار کے مواقع پیدا ہوں گے۔ بندوق کے زور پر آپ کو کونسی آزادی مجھے دُنیا کی کوئی ایک مثال بتا دیں کہ بندوق کے زور پر آزادی حاصل کی گئی ہو؟ آزادی حاصل کی جاتی ہے دِلوں کو جوڑ کے دِلوں میں جگہ بنا کر۔اب غریب مزدور ہم بچپن سے دیکھتے ہیں کہ میزان چوک پر صُبح کو کسی نے بُرش پکڑا ہوتا ہے کسی نے کدال پکڑی ہوتی ہے مزدور بیٹھے ہیں۔اُن کے پاس کیا ہے؟ کچھ بھی نہیں ہے اُن کے پاس بھوکا پیٹ ہے اُن کے پاس رات کو جب وہ اپنے گھر جاتا ہے بھلکتے ہوئے بھوک سے اُس کے بچے ہیں اور کچھ بھی نہیں اُن کے پاس مَیں مسلح ہو کر جا کر وہاں سے پچاس مزدور کیا یہ بلوچیت، پشتونوالی، جواں مردی ہے اسلام ہے؟ آپ اِس کو کیا نام دیں گے۔آپ تو کہتے ہیں کہ ہم بلوچوں کے لیے جدوجہد کر رہے ہیں مَیں مان لیتا ہوں کہ آپ بلوچوں کے تو بڑے ہیں پرسوں جو آپ نے ایک DSP کو شہید کیا۔کیا وہ پنجاب لاہور کا تھا؟ کیوں اُن کا کیا قصور تھا وہ اے ایس آئی سے ڈی ایس پی تک پہنچا اور آگے جا رہا تھا پھر آپ کہتے ہیں باہر سے لوگ

آ جاتے آپ اپنے لوگوں کو تو ذبح کر دیتے ہیں ۔اُن کو شہید کر دیتے ہیں اور پھر آپ ایک بیرونی ایجنڈے پر کام کرتے ہوئے آپ نے ایک perception بنا لیے ہیں کہ جی بلوچستان کے حقوق پامال ہو رہے ہیں ۔تو آپ جہاں روڈ بن رہے ہیں آپ اُن کی مشینری جلا دیتے ہیں جہاں ترقیاتی کام ،کل وزیر اعظم نے کہا کہ یہ خونی سڑک ہمارے حصے سے ہٹ کے سی ایم صاحب گواہ ہیں ۔اربوں روپے مرکز نے اپنا پیٹ کاٹ کے دیئے ہیں کہ اِس کو بنائیں اور آپ کیا کرر ہے ہیں وہاں مشینیں جلا رہے ہیں تو آپ چاہتے کیا ہیں؟ آپ سکول ،ہسپتال اُڑا دیتے ہیں آپ مقامی لوگوں کو اغوا کر لیتے ہیں آپ باہر کے لوگوں کو جو پیٹ کے لئے اور بھوک کے مارے آتے ہیں کوئی اپنا گھر نہیں چھوڑتا ہے جب تک کہ اُن کے بچے نان کے لئے بھلک رہے ہوں ۔یہ کونسی جوان مردی ہے آپ مزدور اُٹھا کے لے گئے اور چور، چور ہے مَیں اِن کو چور کا نام چور گھر میں بھی چوری کر سکتا ہے بازار میں بھی کر سکتا ہے رات کے اندھیرے میں ایک دکان کا تالا توڑ کر وہاں سے بھی چوری کر سکتا ہے ۔یہ چور ہیں یہ کس آزادی کا حصہ نہیں ہے ۔مَیں حلفاً آپ کو اسپیکر صاحب! کہتا ہوں مَیں کلمہ پڑھ کر کہتا ہوں کہ یہ بھتہ خور ہیں میرے علاقے میں ترقیاتی کام میں نے اِن کو جواب دیا ہوا ہے انہوں نے پچھلے دنوں آ کر ایک جنریٹر جلایا اِس سے پہلے اِنکے بارڈر کے ساتھ جو مریوں کا روڈ بن رہا تھا اُدھر ایک ٹریکٹر جلایا اور میرے پاس ریکارڈ نگ ہے کہ جی ٹھیکیدار کو ہم نے درمیان والا بھی بھیجا یہ بھی پیسے نہیں پہنچا رہا ہے ۔تو جائے اِن کو تھوڑا سا جھٹکا دے دیں تا کہ پیسے پہنچائیں ۔تو یہ بھتہ خوری سے یا پوست کی کاشت کر کے یا ٹھیکیداروں سے یا ایک کمزور آفیسر اے سی ،تحصیلدار ،ایکسین ،ایس ڈی او، جو خزانے کا آفیسر ہے اُن کو آپ فون کریں کہ جی آج اتنے چیک آپ کے ہوئے ہیں ۔اتنا percent مجھے چاہیے کیا یہ آزادی ہے؟ یہ چور اور بھتہ خور ہیں اور انشاءاللہ ،ہمارا یہ ورکشاپ گیا آرمی چیف نے ہم پر مہربانی کی پانچ گھنٹے تک کھُل مل گئے چار سال تک ہم اُن سے کہا بہت ہو گیا ۔ریاست نے ماں کا کردار بہت ادا کر لیا اب وہ ماں کے نہیں رہے اور بچے کی اُنہوں نے مثال دی اُنہوں نے کہا کہ جب بچہ شرارت کرتا ہے ماں اُن کو دو، تین دفعہ سمجھاتی ہے اُن کو سمجھ نہیں آتی ہے جب ایک تھپڑ لگتا ہے تو پھر وہ سیدھا ہو جاتا ہے ۔اب وہ اس سٹیج پر پہنچ گیا ہے اُنہوں نے کہاں کہ میں سی صاحب کے ساتھ رابطہ کروں گا اور انشاءاللہ بلوچستان کو چند وقت لگے گا اُس نے ایک مثال دی sorry to say اُنہوں نے کہا کہ دیکھیں میں وردی پہن کر کھڑا ہوں یہ بندہ بیٹھا ہوا ہے سول کپڑوں میں ہے اگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ مجھے عجیب نظروں سے دیکھ رہا ہے ۔اگر میں اِن کو shoot کر دیتا ہوں پوری دُنیا کا، پاکستان کا ،اور دُنیا جہاں کا میڈیا وہ جی اُس نہتے پر اور وہ سول کپڑوں میں تھا اُن کو مار دیا ۔اگر مَیں اُن کو ignore کرتا ہوں اُس نے اِدھر پسٹل یا بندوق چھپائی ہوئی ہے مَیں تو سرِ عام کھڑا ہوں convention war ہوتی ہے انڈیا کے ساتھ ہو رہی ہے افغانستان کے ساتھ ہوئی ۔اُدھر اُن کا فوجی آتا ہے مجھے پتہ ہے اُن کا Banker کدھر ہے یہ تو تھوڑی

دیرا ُنہوں نے مثال دی اُدھر کی کہا کہ کس کا نام لیا مَیں بھول گیا اپنے نہیں اپنی جہاں بیٹھی دی ہوئی تھی اُن کے گھر میں سرنگ لگا کے وہاں سے ہم سے لڑ رہا تھا ہم نے اُن کو نکالا ایسے کھینچ لیا یہ سول کپڑوں میں ہم اگر جا کر یہ گاؤں ہے اِس پر پکڑ دھکڑ کرتے ہیں اُدھر سے فائر آ رہے ہیں ہم فائر مارتے ہیں بچے اور آ گئے عورتیں ہیں ہمیں یہ وردی روکتی ہے بندوق ہمارے پاس بھی ہے لیکن یہ جو حلف ہے پاکستان کی افواجِ ہیں آپ بھی اُسی کا حصہ ہیں۔ہم نے حلف اُٹھایا کہ ہم کسی پر ہاتھ نہیں اٹھائیں گے وہ چھپا ہوا ہے ہم نکالیں گے اور ان کو اُنہوں نے کہا کہ انشاءاللہ چوہے کی طرح ہم بلوں سے نکالیں گے۔صوبائی حکومت کے ساتھ مل کے ہم اور انشاءاللہ محترمہ شاہدہ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ بہت جلد ہی انجام کو ہر area میں پہنچیں گے اگر اللہ نے چاہا تو۔

جناب اسپیکر: Thank you very much. سنجے کمار صاحب۔

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان): جناب اسپیکر!

جناب اسپیکر: ok please۔قائد ایوان صاحب۔

جناب قائد ایوان: شکریہ جناب اسپیکر! جو تنخواہوں کے حوالے سے ہماری بچی نے سوال اُٹھایا تھا میرے خیال ہے پورا ہال اِس پر متفق ہے کہ ہمیں اِس پر غور غوص کرنا چاہیے اور مَیں آپ سے request کرتا ہوں کہ آپ ایک پارلیمانی کمیٹی بنا دیں۔ ہر پارٹی سے ایک آدمی لیں۔ اور اِس کو دیکھ لیں کہ MPAs کے ساتھ جو باقی جس طرح provinces ہیں یا فیڈرل گورنمنٹ ہے سینیٹ ہے نیشنل اسمبلی ہے اُن کے برابر کر دیں۔ پنجاب کے برابر کر دیں so that یہ جو ممبرز ہیں بلوچستان کے تو بہت دور دراز علاقے ہیں۔وہاں سے آنا پھر واپس اپنے حلقوں میں جانا honestly speaking یہ بڑی sufferings ہیں۔

جناب اسپیکر: جی، جی بالکل۔

جناب قائد ایوان : اور یہ اِن کا right بنتا ہے اِس کو آپ دیکھ لیں kindly ایک کمیٹی بنا دیں گورنمنٹ اُس کو سپورٹ کریگی۔

جناب اسپیکر: Thank you very much. سر! یہ انشاءاللہ آنے والی ہماری جو فنانس کمیٹی کی میٹنگ ہوگی انشاءاللہ تقریباً اُس پر discuss کرینگے اور پھر آپ کے ساتھ accordingly جو بھی details ہونگی انشاءاللہ وہ share کرینگے۔جی سنجے کمار صاحب۔

جناب سنجے کمار (پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اقلیتی امور): شکریہ جناب اسپیکر صاحب ! آخری اجلاس میں ہمارے فاضل دوست اشوک کمار نے کچھ تحفظات کا اظہار کیا تھا مَیں اُس کی تفصیل آج اسمبلی میں پیش کرنا چاہتا ہوں

کیونکہ اُن کی speech کے بعد مجھ پر کافی سوشل میڈیا میں تنقید کی گئی کہ شاید مَیں نے اپنے محکمے میں غلط اختیارات کا استعمال کیا ہے اور christian community کو ignore کیا ہے۔ تو جب کہ ہمارے جو cheques ابھی محکمہ اقلیتی اُمور کی جانب سے distribute کئے گئے تھے تو مَیں اِس معزز اسمبلی کے فلور سے پورے عوام کو یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ ہمارے کوئٹہ میں جو میڈیکل کے کیس بنے تھے وہ 560 میں سے 293 کیس ہمارے مسیح بھائیوں کے بنیں تھے۔ جن کیا گر ہم calculation کریں 54% ہم نے cheques جو ہیں ہم نے اپنے مسیح بھائیوں کو دیئے تھے۔ اور اسکالرشپ کی بات کی جائے تو 323 میں سے 201 cheque ہم نے مسیح بھائیوں کو دیئے تھے جنکی calculation ہم نے جب کی 63% ہمارے جو محکمے سے cheque distribute ہوئے تھے وہ ہمارے مسیح بھائیوں کو گئے تھے۔ تو جناب اسپیکر صاحب! میری ہمارے فاضل دوست۔۔۔

جناب اسپیکر: بس یہ بتا دیں کہ حب کے لئے اُن کو cheques ملے ہیں minorities کیلئے یا نہیں ملے ہیں

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اقلیتی امور: جی آج وہ absent ہے ہم نے اُن کے cheques اُنکو courier کر دیئے تھے میری فون پر اُن سے بات بھی ہوئی اُنہوں نے کہاں کہ میرے ایڈریس پر آپ وہ cheques مجھے courier کر دیں۔ لیکن میں آپ کو یہ چیز بتا تا چلوں کہ ہمارا محکمہ صرف ہندو برادری کے لئے نہیں ہے ہمارے جتنے مسیح بھائی ہیں یا دیگر جو بھی اقلیتی مذاہب ہیں وہ بھی برابری کا حق رکھتے ہیں۔

جناب اسپیکر: good ٹھیک ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ اقلیتی امور: ہمارے دوست اُس دِن دیوالی کا بہت بڑا تہوار تھا تو مجھے ایک مثال بھی یاد آئی۔ دیوالی کے ٹائم میں ہمارے ایک بادشاہ تھے اُسکے بھائی کُمب کرن جو چھ، چھ مہینے ایک ایک سال سوئے رہتے تھے جب وہ جاگتے تھے تو اپنے لوگوں سے پوچھتے تھے کہ ہمارے عوام کو کوئی تکلیف تو نہیں ہے۔ تو ہمارے اشوک صاحب کو ایک سال کے بعد ہمارے مسیح بھائیوں کی یاد آئی ہے بہت اچھی بات ہے ہم سب کو مل کے تمام جتنی بھی اقلیتیں ہیں اُن کے لئے کام کرنا چاہیے نا کہ ایک دوسرے پر تنقید کرنی چاہیے۔ بہت شکریہ۔

جناب اسپیکر: ok thank you very much. thank you اب اسمبلی کا اجلاس بروز جمعہ مورخہ 14 نومبر 2025ء بوقت سہ پہر 3 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 4 بجکر 25 منٹ پر اختتام پزیر ہوا)

☆☆☆